باب: 63

امیر خسروؒ

(1243 - 1325 AD)

امیر خسروؒ کا اصل نام یمین الدین ہے۔ابوالحسن کنیت ہے اور خسرو آپ کا تخلص ہے۔ خسرو ہندوستان کے شہر دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امیر سیف الدین، ترکی النسل تھے۔انہوں نے آپ کی پیدائش کے فوراً بعد ہی محسوس کر لیا تھا کہ یہ بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے اور ولایت اس کے ماتھے سے عیاں ہے۔ وہ آپ کو ایک مجذوب کے پاس بھی لے گئے جنہوں نے والد کے احساسات کی مکمل تصدیق کی اور دعا کی کہ "اے اللہ! اس بچے کا نام قیامت تک زندہ و روشن رکھنا"۔

امیر خسروؒ کی پرورش آپ کے نانا نے کی۔ آپ کے نانا عماد الملک، امرائے سلطنت میں سے تھے۔ اس طرح سے امیر خسرو کو شاہی مجالس میں بیٹھنے کا کافی موقع ملا۔ یوں آپ کو، شعرا، علماء اور دانشوروں کی صحبت بھی بہت ملی۔ امیر خسروؒ پیدائشی شاعر تھے۔اس سلسلے میں شاہی محفلوں نے آپ کی قدرتی صلاحیتوں کو نکھارنے میں بڑی مدد کی۔ آپ نے کئی زبانیں سیکھیں۔ فارسی اور عربی زبانوں پر تو آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ نے فن خطاطی اور فن موسیقی بھی سیکھی اور اس میں بھی مہارت حاصل کی۔ موسیقی میں خسروؒ کو اس قدر دلچسپی تھی کہ آپ کئی سازوں کے موجد بھی ہوئے۔ آپ خوبصورت پہیلیوں کے خالق بھی رہے۔ تاہم امیر خسروؒ کی شاعری، خاص طور پر آپ کے لازوال گیت، آپ کی بنیادی پہچان بنے۔ آج بھی سماع کی محفلیں آپ کے تیار کردہ "قول"، **من کنت مولیٰ فعلیٌ مولیٰ**، سے شروع ہوتی ہیں اور آپ کے کہے ہوئے "رنگ" ، **آج رنگ ہے اے ماں رنگ ہے ری**، پر ختم ہوتی ہیں۔

امیر خسروؒ نے مختلف تہذیبوں کو ملانے کے لیے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا۔ آپ نے ایک طرف تو ترک و ایرانی موسیقی کے ساتھ ہندوستانی موسیقی کو ہم آہنگ کیا، تو دوسری طرف آپ نے ہندی اردو زبان کے اشتراک سے مقامی لوگوں میں یگانت پیدا کرنے کی بھی کوششیں کی۔ آپ نے کئی نئے راگ

اور راگنی ایجاد کیں جن میں "قول"، "قلبانہ" اور "ترانہ" وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی ایک نظم عربی، فارسی، ترکی اور ہندی الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ان ہی کوششوں کے لیے خود آپ نے اپنے آپ کو "طوطیٔ ہند" کہا۔ یقیناً امیر خسروؒ کو ہندوستان میں امن کا ماحول بنانے والا ایک مصلح ہی قرار دیا جائے گا۔

امیر خسروؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے خاص مرید تھے۔ خسروؒ کو اپنے مرشد سے عقیدت کے ساتھ ساتھ شدید محبت بھی تھی۔ ایک مرتبہ ایک سائل حضرت نظام الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کچھ طلب کیا۔ اس وقت آپ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا لیکن اس خیال سے کہ سائل خالی ہاتھ نہ جائے آپ نے اپنی جوتیاں اسے دے دیں۔ وہ چلا گیا۔ راستے میں اس کی ملاقات امیر خسروؒ سے ہوئی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم حضرت محبوب الٰہیؒ کے پاس سے آرہے ہو کیوں کہ اس وقت تمھارے پاس سے مجھے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خوشبو آرہی ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ ہاں میں ان کے پاس کافی دیر ٹھیرا مگر سوائے ان جوتیوں کے مجھے وہاں سے کچھ نہ ملا۔ امیر خسروؒ نے کہا یہ جوتیاں مجھے دے دو اور اس کے بدلے میں میرا سارا مال و زر لے لو۔ فقیر حیران ہوا اور بولا کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے اس سے جوتیاں لیں اور اپنا موجود سارا مال و متاع اس کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ ان جوتوں کو لے کر حضرت محبوب الٰہیؒ کے پاس پہنچے۔ اپنی جوتیاں امیر خسروؒ کے ہاتھوں میں دیکھیں تو انھوں نے آپ سے مسکراتے ہوئے فرمایا"۔۔ خسرو! یہ جوتیاں تم نے بہت سستی خریدیں۔۔"۔

امیر خسروؒ ایک پاک نفس انسان تھے۔ آپ کی شاعری میں معرفت و حقیقت کے راز پنہاں تھے۔ آپ نے مذہبی محبت اور عقیدت کو اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ آپ کی شاعری میں تصوف کا رنگ نمایاں رہا لیکن اس کے نتیجے میں امیر خسرو کو محض ایک صوفی کہنا درست نہیں۔ وہ متنوع شاعری کرتے تھے۔ ان کے کلام میں جہاں مولانا رومیؒ کا سوز و ساز تھا تو وہیں شیخ رازیؒ کا پیچ و تاب بھی تھا۔ آپ جب بادشاہوں کے دربار میں ہوتے اور ان کی مدح سرائی کرتے تو مکمل دنیادار معلوم ہوتے۔ اور جب آپ اپنے مرشد کی خدمت میں پہنچتے تو درویشی اپنے کمال کو پہنچتی محسوس ہوتی۔ امیر خسروؒ موسیقی کے ماہر اور کئی سازوں کے موجد بھی تھے۔ آپ کی اتنی زیادہ حیثیتیں تھیں کہ ان کا احاطہ الفاظ میں کرنا اتنا آسان نہیں۔ آپ کی ذات کے لیے مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک "ہر فن مولا" صلاحیت کے مالک تھے۔